خاندانی منصوبہ بندی
اسلام کی نظر میں

محکمہ بہبود آبادی، حکومت بلوچستان، کوئٹہ

خاندانی منصوبہ بندی

اسلام

کی نظر میں

مرتب کردہ:

وزارت بہبود آبادی، حکومت پاکستان

UAN:111-777-444

E-mail: minpop@isb.comsats.net.pk

Web: www.mopw.gov.pk

فہرست

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
5	خاندانی منصوبہ بندی (اسلام کی نظر میں)	1-
8	حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر کا ایک خطبہ	2-
8	خاندانی منصوبہ بندی اور علمائے قدیم امام شافعیؒ کا نظریہ	3-
9	خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق امام غزالیؒ کا نظریہ	4-
10	عام اعتراض	5-
11	ایک حنفی مفکر اور فقیہہ ابو بکر جصاصؒ کی رائے	6-
12	فتاویٰ عالمگیری (فتاویٰ الہندیہ عالمگیری) طبع شدہ مصر بولاق	7-
13	حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بن حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی کا فتویٰ	8-
14	برصغیر ہندو پاک کے عظیم عالم مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ	9-
21	شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر کا فتویٰ	10-
22	مصر دانشور علامہ خالد محمد خالد کا فتویٰ	11-
24	حضرت شیخ عطاء اللہ حاجی بہاء الدین محلتی ایران	12-
25	مشاورتی کونسل برائے مذہبی امور ترکی کا ضبط تولید کے متعلق فتویٰ	13-
26	حاجی عبدالجلیل بن حاجی حسن مفتی جاہور ملیشیا کا فتویٰ	14-

-15	خاندانی منصوبہ بندی مسلم مفکرین اور علمائے اکرام کی رائے	27
-16	فتویٰ از فتاویٰ۔ الازہر یونیورسٹی قاہرہ (مصر)	28
-17	فتویٰ از مفتی اعظم اردن	28
-18	فتویٰ غازہ سٹرپ (GHAZA STRIP)	29
-19	فتویٰ از شیخ حسن مامون	29
-20	منع حمل کا جواز	29
-21	قرآن مجید	30
-22	سنت	30
-23	حمل میں وقفہ	32
-24	کثرت اولاد کا سوال	34
-25	رزق وتوکل علی اللہ	35
-26	تعدّدِ ازواج وکثرت اولاد	39
-27	اسلام میں بچوں کے دس بنیادی حقوق	40
-28	کیفیت اور کمیت	41

خاندانی منصوبہ بندی

اسلام کی نظر میں

موجودہ وقت میں تیسری دنیا کو جن سنگین مسائل کا سامنا ہے ان میں سے ایک اہم مسئلہ آبادی میں غیر معمولی شرح اضافے پر قابو پانا ہے کیونکہ آبادی جس رفتار سے بڑھ رہی ہے اس رفتار سے وسائل پیداوار میں اضافہ نہیں ہو رہا جس کی وجہ سے ان ملکوں میں غربت اور اقتصادی زبوں حالی خوفناک شکل اختیار کرتی جارہی ہے۔ مسلمان اپنے مذہبی اور اجتماعی مسائل کے حل کے لیے قرآن مجید اور سنت رسولؐ اللہ کے طرف رجوع کرتے ہیں کیونکہ یہی وہ راہ ہے جس پر چل کر دنیا اور آخرت کی سعادت اور فلاح پائی جاسکتی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنے آخری خطبہ میں مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا ''میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں اگر تم نے ان سے رہنمائی حاصل کی تو تم گمراہ نہیں ہوگے اور وہ ہیں قرآن مجید اور سنت رسول۔''

اسلام صرف مجموعہ عبادات بھی نہیں بلکہ یہ ایک اجتماعی نظام،

ایک کلچر اور ایک تہذیب بھی ہے، قرآن مجید میں بار بار رہنمائی کے متلاشی، عقلمندوں اور غور وفکر کرنے والوں کے لیے اس میں نشانیوں کا ذکر آیا ہے۔ مسلم امہ اس مسئلے کو بھی قرآن وسنت، صحابہ کرامؓ اور ائمہ عظام کے قیاس وموقف کی روشنی میں حل کرنا چاہتی ہے۔ علمائے کرام نے بڑی بالغ نظری سے اس مسئلے پر بحث کی ہے اور قرآن وسنت کی روشنی میں اپنی قیمتی تحریریں اور فتاویٰ لکھے ہیں۔ دور حاضر کے مفکرین کے لیے یہ بات حیرت کا باعث ہے کہ اسلام نے اپنی تاریخ کے آغاز اور انسانی آبادی کے عالمی دباؤ کی عدم موجودگی میں خاندانی منصوبہ بندی اور وقفہ اور فصل (دوحمل کی درمیانی مدت) کے بارے میں اس قدر اہتمام اور دلچسپی کا مظاہرہ کیا ہے (واقعی اسلام ہر دور کے مسائل کو نظر میں رکھتا ہے) حضورؐ کے صحابہ کرامؓ کو اجتماعی اور اقتصادی مشقت سے بچنے کیلئے عزل پر عمل کرنے کی اجازت دی گئی۔

مسلم دنیا کے اہل علم نے متعدد اجتماعات کئے اور کتابیں لکھیں ان کی روشنی میں ایک کتاب ''اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی'' مصری عالم ڈاکٹر عبدالرحیم عمران کے قلم سے ہے جسے جامع الازہر میں

اسلامی تحقیقات کے مرکز برائے تحقیق و مطالعہ آبادی نے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر موصوف نے عزل پر جو منع حمل کے وسائل میں ایک وسیلہ ہے، آغاز اسلام سے لے کر بیسویں صدی تک کے فقہاء کے افکار و آرا کا جائزہ لیا ہے اور بتایا ہے کہ اسلام کے نو فقہی مسالِک میں آٹھ ایسے ہیں جنہوں نے تنگی و مشقت اور بچوں کی بڑی تعداد سے بچنے کے لیے عزل کی اجازت دی ہے۔ کئی اسلامی ممالک مثلاً بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، ترکی، ایران، مصر وغیرہ میں علماء نے اس تحریک بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اور فتاویٰ دیئے کہ خاندانی منصوبہ بندی اسلام میں جائز ہے۔ مذکورہ کتاب کا اردو زبان میں ڈاکٹر رشید احمد جالندھری نے ترجمہ کیا ہے جو ''اسلامی میراث میں خاندانی منصوبہ بندی'' کے عنوان س شائع ہو چکا ہے۔

اس سلسلے میں کئی فتاویٰ کا ذکر ذیل میں افادۂ عام کے لئے کیا جارہا ہے۔

فتویٰ نمبر ۱

حضرت عمرو بن العاصؓ فاتح مصر کا ایک خطبہ

اے لوگو! چار خصلتوں سے بچو، کیونکہ یہ خصلتیں آرام کے بعد تکلیف میں، فراخی کے بعد تنگی میں اور عزت کے بعد ذلت میں مبتلا کر دیتی ہیں، تم بچو!

کثرت اولاد سے

بہت گھٹیا معیار زندگی سے

مال ضائع کرنے سے

اور لایعنی گفتگو

فتویٰ نمبر ۲

خاندانی منصوبہ بندی اور علمائے قدیم امام شافعیؒ کا نظریہ

ایک عظیم مسلم فقیہ حضرت امام شافعیؒ نے بھی قرآن مجید سے اپنا نظریہ اخذ کیا ہے ان کی رائے اس قدر صائب ہے کہ ان کا حوالہ دیئے بغیر مضمون تشنہ رہے گا۔ انہوں نے بڑے تدبّر سے دو مسائل ''خاندانی منصوبہ بندی'' اور ''تعداد ازواج'' پر یکجا بحث کی ہے اور نہایت سلیقے سے آپس میں دونوں کا تعلق ظاہر کیا ہے۔ انہوں نے اپنا فیصلہ قرآن کی سورة

النساء کی مندرجہ ذیل آیت سے لیا ہے۔

''اگر تمہیں خدشہ ہے کہ یتیم لڑکیوں کے ساتھ تم انصاف کر سکو گے تو پھر اپنی مرضی کی عورتوں سے شادی کرلو، دو تین یا چار عورتوں سے لیکن اگر تمہیں خوف ہے کہ تم ان سے انصاف نہ کر سکو گے تو پھر ایک ہی پر اکتفا کرو یا اس لونڈی سے جو تمہاری ملک میں ہے۔ تمہارے لئے ناانصافی سے بچنے کا یہ بہتر طریقہ ہے'' لیکن ''الاتعولوآ'' کا مطلب امام شافعی کے نزدیک یہ ہے ''تاکہ تمہارے زیادہ بچے نہ ہوں'' اور خاندانی منصوبہ بندی کا یہی مقصد ہے۔

مشہور مفسرین کرام مثلاً علامہ آلوسی نے تفسیر روح المعانی اور علامہ فخر الدین رازی نے تفسیر کبیر میں اس تاویل کو ترجیح دی ہے۔

فتویٰ نمبر ۳

خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق، امام غزالیؒ کا نظریہ

امام صاحب مندرجہ ذیل الفاظ میں اسے جائز قرار دیتے ہیں۔

''اس بات کا تفصیلی جائزہ لیتے ہوئے ہم یہ تسلیم کرتے ہیں کہ صرف لڑکی کی پیدائش کے خوف سے اس پر عمل کرنا بہرحال ناجائز ہے۔

اس کے برعکس خرابی، صحت اور مالی مشکلات کی وجہ سے یہ جائز ہے۔''

عام اعتراض

اس کی واضح الفاظ میں اجازت کے باوجود خاندانی منصوبہ بندی کو قتل اولاد کے مترادف سمجھا جاتا ہے جس کی قرآن میں واضح طور پر ممانعت ہے۔

درحقیقت دونوں کے درمیان بہت فرق ہے چار ماہ تک کے حمل کو ضائع کرنا قتل اولاد کے زمرے میں نہیں آتا (ان ہزاروں جرثومہ ہائے حیات کا تو ذکر ہی کیا جو خاندانی منصوبہ بندی کے طریقوں کی وجہ سے ضائع ہو جاتے ہیں) اس لیے خاندانی منصوبہ بندی کے طریقے اختیار کرنا کسی طرح بھی قتل اولاد نہیں ہے۔ ہمارے بعض علماء کے برعکس کئی دوسرے اسلامی اور عرب ممالک کے علماء نے اس مسئلے کے متعلق ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ ان میں زیادہ مشہور یہ ہیں۔ شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر، علامہ خالد محمد خالد، علامہ شیخ محمود شلتوت سابقہ ریکٹر جامعہ الازہر حتیٰ کہ اخوان المسلمون کے دینی علماء نے بھی اس کی تائید کی ہے۔

پس اس طرح اس کے جائز ہونے میں کوئی شک نہیں۔

فتویٰ نمبر ٤

ایک حنفی مفکر اور فقیہہ ابوبکر جصاصؒ کی رائے

قرآنی آیت (نساء کم حرث لکم) کی تشریح میں مشہور حنفی عالم قاضی ابوبکر جصاص اپنی معروف تفسیر ''احکام القرآن'' میں فرماتے ہیں کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ عزل کرنا یا نہ کرنا لوگوں کی مرضی پر منحصر ہے۔ امام ابو حنیفہؒ نے ابی ریاح عاصم کا قول نقل کیا ہے۔ اس کے متعلق دوسرا قول ابن عباس سے بھی مروی ہے: ''ہماری رائے میں عزل کی اجازت صرف لونڈی کے بارے میں ہے۔ بیوی کے ساتھ عزل کے لیے اس کی اجازت ضروری ہے۔'' حنفی آئمہ کا نظریہ، حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت ابن مسعود، حضرت ابن عباس و دیگر صحابہ کبار (رضوان اللہ علیہم اجمعین) سے ماخوذ ہے۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کی روایت بھی وہی ہے جو قرآن اور تفسیر کی دوسری کتابوں میں ہے جیسے تفسیر طبری، تفسیر نیشاپوری، تفسیر کبیر وغیرہ۔

فتویٰ نمبر ۵

فتاویٰ عالمگیری

فتاویٰ (الہندیہ) عالمگیری طبع شدہ مصر بولاق

یہ مجموعہ پانچ سو علمائے دین کی متحدہ کاوشوں سے مرتب ہوا۔ گویا یہ پانچ سو فقہائے اسلام کی تحقیق و تدقیق کے نتیجے میں معرض وجود میں آیا۔ اس میں تحریر ہے:

''اسلام میں بیوی کی اجازت سے عزل پر کوئی پابندی نہیں۔ حمل کے نتیجے میں ماں کے رحم میں جب تک بچے کے اعضاء نہیں بن جاتے اس وقت تک عورت کے لیے اسقاط حمل جائز ہے۔ (اور بچے کے اعضاء حمل کے ۱۲۰ دن کے اندر مکمل نہیں ہوتے)۔

(المومنون ۲۳) ''اور بیشک ہم نے پیدا کیا انسان کو مٹی کے جوہر سے پھر ہم نے رکھا اسے پانی کی بوند بنا کر محفوظ مقام (رحم) میں پھر ہم نے بنا دیا نطفہ کو خون کا لوتھڑا پھر ہم نے بنا دیا لوتھڑے کو گوشت کی بوٹی، پھر ہم نے پیدا کر دیں اس بوٹی سے ہڈیاں پھر ہم نے پہنا دیا ان ہڈیوں

کو گوشت پھر (روح پھونک کر) ہم نے اسے دوسری مخلوق بنا دیا۔''

یعنی ان سات مرحلوں کے بعد انسانی اعضاء بنتے ہیں۔

حضرت علیؓ اور حضرت عمرؓ کی رائے میں حمل ضائع کرنا بچوں کے قتل کے زمرے میں نہیں آتا۔ جب تک وہ ابتدائی سات مراحل سے نہ گزر چکے ہوں۔ تاہم محکمہ بہبود آبادی کے مروجہ طریقوں سے حمل ضائع نہیں ہوتا۔

فتویٰ نمبر ۶

حضرت شاہ عبدالعزیزؒ بن

حضرت امام شاہ ولی اللہ دہلوی کا فتویٰ

عزل کی اسلام میں اجازت ہے کیونکہ اس کی تصدیق آنحضرتؐ کی مشہور احادیث سے ہوتی ہے۔

(خاندانی منصوبہ بندی کے لیے دوائیاں یا دوسرے طریقے بھی قیاساً اسی طرح جائز ہیں۔)

فتویٰ نمبر ۷

برصغیر ہندو پاک کے عظیم عالم مولانا ابوالکلام آزاد کا فتویٰ

خاندانی منصوبہ بندی خالصتاً ایک سماجی اور حیاتیاتی مسئلہ ہے اور اسلامی فقہ کو اس میں شامل کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے اگر ماہرین یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ قوم کے لیے ضروری ہے تو وہ اسے اختیار کرنے کے متعلق کوئی فیصلہ صادر کر سکتے ہیں۔

ہمارا فتویٰ یہ ہے۔

''یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ شریعت اسلامی نظام قدرت اور انسانی فطرت کے عین مطابق ہے۔ قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا ہے کہ اپنا چہرہ (مقصد حیات) ایک سچے مسلمان کی طرح دین حنیف کی طرف پھیر لو، اللہ کی بنائی ہوئی فطرت جس پر اس نے انسان کو بنایا ہے اس فطرت کے نظام میں کوئی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی۔ یہی دین حق ہے جس سے بہت سے لوگ ناواقف ہیں۔'' (۳۰۔۳۰)

اللہ کی طرف سے انسانی فطرت کے تقاضوں میں ایک شادی کی خواہش ہے لیکن شادی کا مقصد بقائے نسل ہے۔ اس نکتہ پر یہ نص قرآنی

کہ شادی اللہ کی طرف سے ایک نعمت ہے۔ ''تمہیں تمہاری نسل سے بیویاں دی گئیں۔ اس سے تمہیں بیٹے اور پوتے دیئے گئے اور اس کے علاوہ بہت سی نعمتیں دی گئیں۔''

(۱۶:۷۲) اس لیے فطرت کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے شادی ایک اسلامی طریقہ ہے اور افزائش نسل قانون فطرت کا عین مقصد ہے۔ اولاد کا زیادہ ہونا اللہ کو پہلے ہی معلوم تھا۔ عرب میں جہاں اسلام کا ظہور ہوا کثرت اولاد عزت و وقار اور رعب و طاقت کی علامت سمجھی جاتی تھی۔ ان کے نزدیک افرادی قوت ہی فخر ومباہات کی نشانی تھی واضح طور پر اللہ نے شادی کو افزائش نسل کا ذریعہ بنایا بشرطیکہ شادی کرنے والے کے پاس شادی کے اخراجات، بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے وسائل ہوں تا کہ بچے تعلیم کے فقدان کی وجہ سے غیر ذمہ دارانہ سماجی سرگرمیوں میں ملوث نہ ہوں یا باپ (اخراجات کی کمی کی وجہ سے) روزی حاصل کرنے کے مذموم طریقوں کو نہ اپنا لے۔ اگر ایسا خطرہ درپیش ہوتو پھر اس اصول پر عمل کیا جائے کہ ''وقت کے ساتھ ساتھ قانون بھی بدل جاتا ہے۔'' جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص شادی کی ذمہ داریاں اٹھانے کے

قابل نہ ہو، صاحب وسیلہ ہونے تک شادی نہ کرے۔ یہ بات قرآن اور سنت رسولؐ سے واضح ہے۔ قرآن میں یہ آیت اس طرح ہے۔ جن کی شادی (غربت کی وجہ سے) نہیں ہوسکتی انہیں چاہئے وہ پرہیز (تجرد) کی زندگی گزاریں حتیٰ کہ اللہ انہیں اپنی مہربانی سے مالامال فرمادے۔''
(سورۃ ۲۴ آیت ۳۳)

حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے: اے جوان لوگو! جو شادی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے انہیں چاہئے کہ وہ روزے رکھا کریں کیونکہ یہ جنسی خواہشوں کو روکنے کا بہتر طریقہ ہے۔

مندرجہ بالا قرآنی آیت اور حدیث مبارکہ سے جو نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ ہے افزائش نسل پر عارضی پابندی جو اسلام میں بالکل جائز ہے کیونکہ معاشرے اور فرد کی بہتری اسی میں پوشیدہ ہے۔ قرآن اور سنت میں ایسی شادی سے باز رہنے کی تلقین کی گئی ہے لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ افزائش نسل بند کردی جائے بلکہ افزائش نسل کو ناگزیر حالات کی وجہ سے عارضی طور پر روک دیا جائے کیونکہ افزائش کو بند کرنے کے زیادہ خطرناک اور دوررس نتائج نکلتے ہیں۔ اس لیے یہ بات حیران کن ہے کہ

بعض حضرات تجرد کی زندگی کی تلقین کرتے ہیں لیکن خاندانی منصوبہ بندی کی اجازت دینے میں انہیں تردد ہے۔

اس کے علاوہ اور صحیح احادیث بھی موجود ہیں جو افزائش نسل کو محدود کرنے کے حق میں ہیں مثلاً عزل پر احادیث کے دو نہایت قابل اعتبار مجموعے (بخاری و مسلم) میں ایک حدیث، جس کے راوی حضرت ابوسعید خدریؓ ہیں، یوں ہے "(جنگ میں) کچھ لونڈیاں ہاتھ آئیں، ہم نے ان سے عزل کیا۔ ہم نے پیغمبر اسلامؐ سے اس کے متعلق استفسار کیا تو آپؐ نے فرمایا: جن روحوں نے قیامت تک دنیا میں آنا ہے وہ آکر رہیں گی۔" ایک اور حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے کہ ایک شخص رسول خداؐ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہؐ! میرے پاس ایک لونڈی ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ وہ حاملہ ہو جائے۔ میں بھی وہی چاہتا ہوں جو دوسروں کی خواہش ہے لیکن یہودیوں کے مطابق عزل چھوٹے پیمانے پر بچوں کے قتل کے مترادف ہے۔ رسول اللہؐ نے فرمایا! یہودی جھوٹ کہتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ اس روح کو دنیا میں انسان کی حیثیت سے دنیا میں بھیجنا چاہے تو تم اس کو کبھی روک نہ سکو گے...... بخاری اور

مسلم میں ایک اور حدیث اس طرح روایت ہے: ''ہم حضورؐ کے زمانے میں عزل کیا کرتے تھے۔ پیغمبر خداؐ کو اس کا علم تھا لیکن آپؐ نے ہمیں اس سے منع نہیں فرمایا۔ ان صحیح احادیث کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح ہے کہ عزل جو افزائش آبادی کو روکنے کا ایک طریقہ ہے، خواہ یہ بغیر کسی واضح مقصد کے ہو، جائز ہے۔ اس کی اجازت متعدد صحابہ کرامؓ اور تابعین کی شہادت کی بنیاد پر ہے اور چاروں فقہی مسلک حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی اس پر متفق ہیں۔

اس سے جو منطقی اور بدیہی نتیجہ اخذ ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ مانع حمل کے طور پر کوئی دوائی یا کوئی طریقہ اپنایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ اسقاط حمل بھی جائز ہے بشرطیکہ بچے میں زندگی نمو پذیر نہ ہوئی ہو۔ فقہ حنفی کی مستند کتابوں میں یہ تحریر ہے اور ان کے بیانات سے واضح ہے لیکن کسی حاملہ عورت کو اسقاط حمل کے لیے دوائی دینا جائز ہے بشرطیکہ بچے نے ماں کے پیٹ کے اندر ابھی کوئی واضح صورت اختیار نہ کی ہو اور اس میں زندگی نمو پذیر نہ ہوئی ہو۔ فقہائے کرام کے مطابق بہتر جواز جیسا کہ ابن عابدین نے لکھا ہے کہ حمل سے عورت کا موجودہ بچہ ماں کا دودھ خشک ہو

جانے کی وجہ سے خوراک سے محروم رہ جائے گا اور باپ کے پاس اس کے لیے آیا رکھنے کی استطاعت نہیں ہے۔ اس طرح بچے کا موت کے منہ میں جانے کا اندیشہ ہے۔ فقہا کے نزدیک یہ بھی صرف اس صورت میں جائز ہے جب کہ حمل ابھی ہڈیوں اور گوشت کے بغیر ایک لوتھڑے کی شکل میں ہو۔ ان کے نزدیک یہ حمل کے ۱۲۰ دن سے پہلے کا دورانیہ ہے جس میں ان کے خیال میں اس لوتھڑے کو انسان کا درجہ نہیں دیا جاتا۔

اس کے علاوہ دو خلفائے راشدین حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ کی رائے میں حمل ضائع کرنا بچوں کے قتل کے زمرے میں نہیں آتا۔ جب تک وہ مذکورہ ابتدائی سات (۷) مراحل سے نہ گزر چکے۔ موطا امام مالکؒ میں درج ہے کہ مرد آزاد عورت (بیوی) کے ساتھ عزل اس کی اجازت کے بغیر نہیں کرسکتا۔ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے زرقانیؒ نے لکھا ہے کہ اگر بیوی اپنے مرد کو اس بات کی اجازت دیتی ہے تو پھر یہ جائز ہے۔ الفتح میں عزل کے بارے میں درج ہے کہ عورت کے لیے اس لوتھڑے کو نکلوانا جائز ہے جس میں ابھی زندگی کے آثار شروع نہ ہوئے ہوں کیونکہ اگر یہ ناجائز ہے تو عزل بھی ناجائز ہونا چاہیے۔ اگر عزل جائز

ہے تو یہ اسقاط بھی جائز ہے کیونکہ یہ ابھی خون کا لوتھڑا ہی تو ہے۔ زرقانی کا مزید بیان یہ ہے کہ عورت کا بچے کی پیدائش کو روکنے کے لیے دوائی وغیرہ کا استعمال بالکل جائز ہے۔

اس سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ فقہ اسلامی کے چاروں مکاتب میں اتفاق رائے ہے کہ خاندانی منصوبہ بندی کے لیے عزل کرنا جائز ہے۔

علمائے دین اور فقہا کے نزدیک بچوں کی پیدائش روکنے کیلئے حتی کہ اسقاط حمل کے لیے (جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے) دوائی کا استعمال جائز ہے۔ ہم پورے وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ فتویٰ میں بچوں کی پیدائش کو محدود کرنے کے لیے دوائی یا دوسرے طریقوں کے استعمال کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے ثبوت کے طور پر قرآنی نص اور احادیث کا حوالہ دیا جا چکا ہے اور یہ لوگوں کے شکوک وشبہات دور کرنے کے لیے کافی ہے۔ اگر حکومت اس سے اتفاق کر لے تو اس پر عمل اس کا فرض بن جاتا ہے کیونکہ یہ متفقہ بات ہے اگر حکومت (جس کے ہاتھ میں اعلیٰ اختیار ہے) کسی بات کو بطور فیصلہ قبول کر لیتی ہے تو اس پر عمل ناگزیر ہو جاتا ہے۔

فتویٰ نمبر ۸

شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر کا فتویٰ

شیخ عبدالمجید سلیم مفتی مصر کے معروف فتویٰ کا متن پیش کیا جا رہا ہے جسے آپ نے ۱۲/ ذیقعد ۱۳۵۵ھ (بمطابق ۲۵/ جنوری ۱۹۳۷ء) کو جاری کیا:

سوال: حضرت شیخ کی مندرجہ ذیل مسئلہ کے متعلق کیا رائے ہے؟

''ایک شخص ایک بچے کا باپ ہے۔ اسے خطرہ ہے کہ اگر اس کے زیادہ بچے ہو گئے تو وہ ان کی پرورش اور دیکھ بھال مناسب طور پر نہیں کر سکے گا یا اس کی صحت پر برا اثر پڑے گا جس کے نتیجے میں اس کے اعضاء کمزور ہو جائیں گے اور وہ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآنہ ہو سکے گا اور بار بار حمل اور بچوں کی پیدائش میں مناسب وقفہ نہ ہونے کی صورت میں بیوی کی صحت پر بھی برا اثر پڑے گا۔ کیا اس صورت میں بچوں کی تعداد محدود رکھنے کے لیے وہ ڈاکٹروں کے تجویز کردہ ایسے طریقے اپنا سکتا ہے جس سے بچوں کی پیدائش میں وقفہ طویل ہو سکے تا کہ ماں کو آرام کرنے کے لیے مناسب وقت مل سکے اور باپ پر بھی

سماجی، سماجی اور مالی بوجھ نہ پڑے۔"؟

جواب: ہم نے اس مسئلہ میں چھان بین کی ہے۔ ہماری حتمی رائے یہ ہے کہ حنفی علماء کرام کے بیانات کے مطابق ایسے مانع حمل طریقے اختیار کئے جا سکتے ہیں، جن کا سوال میں ذکر کیا گیا ہے مثلاً عزل، کنڈوم، ڈایا فرام جن سے جرثومہ حیات کو رحم میں داخل ہونے سے روکا جا سکے اصولاً مرد، بیوی کی اجازت کے بغیر عزل نہیں کر سکتا اور بیوی خاوند کی مرضی کے بغیر ڈایا فرام یا کوئی مانع حمل طریقہ اختیار نہیں کر سکتی۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میاں بیوی دونوں ایک دوسرے کی اجازت سے مانع حمل طریقے اختیار کر سکتے ہیں لیکن متاخرین حنفی علماء کے مطابق اس سلسلے میں میاں بیوی میں سے کسی کو دوسرے کی اجازت کی ضرورت نہیں بشرطیکہ دونوں کے پاس مذکورہ بالا مشکلات کا جواز موجود ہو۔

فتویٰ نمبر ۹

مصری دانشور علامہ خالد محمد خالد کا فتویٰ

مصر کے مشہور عالم دین علامہ خالد محمد خالد نے اپنی کتاب "من ھنــا نبدأ" کے نام سے لکھی ہے۔ یہ کتاب مصر میں بے پناہ مقبول ہوئی

ہم اس کتاب کے آٹھویں ایڈیشن کے صفحہ ۱۲۳ سے خاندانی منصوبہ بندی کے بارے میں ان کا عالمانہ فیصلہ نقل کرتے ہیں:

''اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ اگر افزائش نسل معیشت کے تناسب سے بہت زیادہ ہو جائے تو یہ قطعاً کوئی قابل تعریف بات نہیں۔

بد قسمتی یہ ہے کہ ہم لوگ ابھی تک صحیح اندازہ نہیں کر سکے کہ ہم کیسے خطرناک حادثے سے دوچار ہیں جو ہماری فلاح و ترقی کے لیے سنگ گراں بن گیا ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ بے پناہ افزائش نسل اصل میں دین، تقدیر اور توکل کا غلط مفہوم سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ اس لیے ہم اس کی دینی حیثیت واضح کرنے پر مجبور ہوئے ہیں۔ ہمارا فیصلہ یہ ہے کہ اسلام فرد اور معاشرے کے مصالح کے لیے خاندانی منصوبہ بندی کو جائز قرار دیتا ہے اور تنگ دستی اور فاقہ کشی کے باوجود اولاد کو بڑھاتے جانا ایک قسم کی مصیبت قرار دیتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکثرت یہ دعا کیا کرتے تھے:

''اللھم انی أعوذ بک من جھد البلاء'' (ترجمہ: اے اللہ

میں مصیبت جھیلنے سے تیری پناہ مانگتا ہوں)

آپ سے دریافت کیا گیا کہ یارسول اللہؐ یہ ''جھد البلاء'' کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ قلت مال اور کثرت اولاد۔''

عزل اس وقت ضبط ولادت کا واحد ذریعہ تھا اور آنحضرت نے اسے بلا قید اور شرط جائز رکھا۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ کے پاس حضرت علیؓ و زبیرؓ اور سعید اور کچھ دوسرے صحابہ تشریف فرما تھے کہ عزل کا ذکر چھڑ گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ پس جب اسلام عزل کو جائز قرار دیتا ہے تو قیاساً اس کے ہر جدید طریقے کو بھی جائز ہونا چاہئے کیونکہ عزل کا مطلب صرف یہ ہے کہ جس مقام پر جرثومہ حیات جا کر نمو پذیر ہوتا ہے اور بعد میں انسان بنتا ہے اس میں جانے سے روک دیا جائے۔

فتویٰ نمبر ۱۰

حضرت شیخ عطاء اللہ حاجی بہاؤلدین محلتی ایران

''مانع حمل طریقوں کا جائز ہونا''

سوال: کیا حضرت شیخ اس بات سے متفق ہیں کہ بچوں کی زیادہ پیدائش کو عارضی طور پر روکنے کے لئے کسی دوائی یا مانع حمل طریقہ کے استعمال کی

اجازت دینا مذہبی لحاظ سے جائز ہے؟

جواب: اللہ کے قانون کے مطابق بچوں کی تعداد کو محدود رکھنے کے لئے عارضی طور پر کسی دوائی یا مانع حمل طریقے کا استعمال ناجائز نہیں بشرطیکہ اس سے عورت کی بار آوری کی صفت متاثر نہ ہو اور عورت ہمیشہ کے لئے بانجھ نہ ہو جائے۔

فتویٰ نمبر ۱۱

مشاورتی کونسل برائے مذہبی امور ترکی کا

ضبط تولید سے متعلق فتویٰ

ہمیں ڈائریکٹوریٹ جنرل برائے صحت کی طرف سے ایک استفتاء (نمبر ۱۰۴۵۶ مورخہ ۳۰/دسمبر ۱۹۶۰ء) موصول ہوا ہے:

کیا مانع حمل طریقے اسلام کی رو سے جائز ہیں یا نہیں؟

یہ سوال ہمیں وزارت صحت کی طرف سے ایک خط کے ذریعے (نمبر ۳۵۷۳۹ مورخہ ۱۶/دسمبر ۱۹۶۰ء) بھی موصول ہوا ہے ہماری کونسل نے اس کا جائزہ لیا۔

"اگرچہ عزل ایک مانع حمل طریقہ ہے جسے بعض صحابہ کرامؓ نے

قابل اعتراض قرار دیا اور بعض علماء کرام نے بھی اس سے اتفاق بھی کیا ہے تاہم بعض دوسرے صحابہ مثلاً حضرت امام علی، سعد بن ابی وقاص، زید بن ثابت، ابو ایوب انصاری، جابر ابن عباس، جناب بن آرات، عروہ بن زبیر، ابوسعید الخذری اور عبداللہ بن مسعود (رضوان اللہ علیھم اجمعین) نے اسے جائز قرار دیا ہے اور متاخرین علماء کرام نے جنہوں نے ان سے راہنمائی حاصل کی، جائز قرار دیا۔ اس لیے ہماری رائے یہ ہے کہ اس سلسلے میں بیوی کی اجازت ضروری ہے تاہم اگر بعض نامساعد حالات مثلاً جنگ، ہنگامی صورتحال، افراتفری یا اس نوعیت کے دوسرے حالات میں اجازت کی شرط بھی عائد نہیں ہوتی۔

ہم نے اس تحقیق کو وزارت صحت کے متذکرہ بالا سوال کے جواب میں بھیجنے کا فیصلہ کیا۔

فتویٰ نمبر ۱۲

حاجی عبدالجلیل بن حاجی حسن مفتی جاہور ملیشیا کا فتویٰ

اسلامی شریعت میں خاندانی منصوبہ بندی کے متعلق فیصلے کا

خلاصہ:

"خاندانی منصوبہ بندی کے لیے دوائیوں یا دیگر طریقوں کا استعمال

جائز ہے بشرطیکہ اس سے مستقل بانجھ پن نہ ہو جائے۔ دوائیوں یا دوسری تراکیب سے عورت کو بانجھ کرنا شریعت میں منع ہے۔ سوائے اس کے کہ جہاں کم از کم دو ڈاکٹر اپنی ماہرانہ رائے دیں کہ دوسری بار حمل سے عورت کی صحت کو شدید خطرہ ہے یا وہ اس کے لیے مہلک ثابت ہو سکتا ہے۔"

فتویٰ نمبر ۱۳

خاندانی منصوبہ بندی مسلم مفکرین اور علمائے کرام

خاندانی منصوبہ بندی

خاندانی منصوبہ بندی کے مسئلے پر دیگر مسائل کی طرح مفکرین اسلام نے بڑی بالغ نظری سے بحث کی ہے۔ وہ اس نظریہ سے کاملاً اتفاق رکھتے تھے اور انہوں نے اس حقیقت کا اعتراف ان الفاظ میں فرمایا ہے: "ہمارے ملک میں سامان معیشت کم ہے اور آبادی روز بروز بڑھ رہی ہے۔ قدرت قحط اور وباء سے اس کا علاج کرتی ہے مگر ہم کو بھی چاہئے کہ بچپن کی شادی اور تعدد ازدواج کے دستور کی پابندیوں سے آزاد ہو جائیں۔ اقتصادی لحاظ سے انسان کی بہبود اسی میں ہے کہ وہ حتیٰ

المقدور اپنی حیوانی خواہشوں کو پورا کرنے سے پرہیز کرے اور جہاں تک ممکن ہو بچوں کی کم سے کم تعداد پیدا کرے۔"

فتویٰ نمبر ۱۴

فتویٰ از فتویٰ۔ الازہر یونیورسٹی قاہرہ (مصر)

وقتی طور پر ضبط ولادت کے لیے دوا وغیرہ کا استعمال جائز ہے کیونکہ اس میں لوگوں کے لیے آسانی ہے اور تنگی دور کرنے کا طریقہ ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کیلئے آسانی چاہتے ہیں نہ کہ تنگی۔

فتویٰ نمبر ۱۵

فتویٰ از مفتی اعظم اردن

اسلام میں وسعت نظری ہے، مذہب میں انسانی مسائل میں تنگی نہیں کی گئی۔ مذہب نے منصوبہ بندی ولادت جائز قرار دی ہے۔

فتویٰ نمبر ۱۶

فتویٰ غازہ سٹرپ (GHAZA STRIP)

ڈاکٹر احمد بشیر باصی نے فرمایا کہ جب بھی ضبط ولادت کی ضرورت ہو تو یہ مباح ہے۔

فتویٰ نمبر ۱۷

فتویٰ از شیخ حسن مامون

وائس چانسلر الازہر یونیورسٹی قاہرہ (مصر)

جب خاندانی منصوبہ بندی کی ضرورت محسوس کی جائے تو شرعاً اس پر عمل کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں بشرطیکہ زوجین اس پر اپنی مرضی سے عمل کریں۔

منع حمل کا جواز

قرآن مجید اور سنت: حلال وحرام کے بارے میں شرعی احکام کا بنیادی ماخذ قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔

قرآن مجید

قرآن مجید کے گہرے مطالعے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اس میں کوئی نص (Text) ایسی نہیں ہے جو منع حمل کے ذریعے بچوں کی تعداد کو کم کرنے سے روکتی ہو۔

سنت

عزل: رسول اکرم کے عہد مبارک میں خود صحابہ کرامؓ عزل کیا کرتے تھے۔ یہ بات حضورؐ کے علم میں تھی لیکن آپ نے انہیں اس سے منع نہیں فرمایا۔

عزل کے متعلق صحیح مسلم نے حضرت جابرؓ کی ایک روایت کو نقل کیا ہے۔

کہ جب قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔ صحابہ کرامؓ عزل پر عمل کیا کرتے تھے۔ (اگر عزل ممنوع ہوتا تو قرآن ہمیں اس سے روک دیتا)۔

شیخ قرضاوی کا کہنا ہے کہ حضرت جابرؓ نے روایت سے یہ تصور دیا ہے کہ اگر وحی کسی چیز کے بارے میں خاموش ہے تو وہ حلال ہے۔

شریعت کی بنیاد قرآن وسنت ہے۔ خاص طور پر ان اشیاء میں جو ممنوع یا حرام قرار دی گئی ہیں۔ قرآن نے فرمایا ہے (الانعام (٦) ''حالانکہ جو کچھ تم پر حرام کیا گیا ہے وہ خدا نے کھول کر بیان کر دیا ہے۔''

صحابہ کرامؓ جو عزل کیا کرتے تھے ان میں حضرت علیؓ، ابن ابی طالبؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت ابو ایوب انصاریؓ، حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت عبداللہ بن عباسؓ، حضرت حسن بن علیؓ، حضرت جناب بن الارتؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت سعد بن مسیّبؓ، حضرت طاوس، حضرت عطا، حضرت حجاج بن عمرو غزیہ، حضرت نخعی، حضرت عقلمہ، حضرت ابن عباس کے ساتھ سب تابعین سعید ابن جبیر، ابن سیرین، ابراہیم ایلمی، عمر المرہ اور جابر بن زید۔ کچھ نے عزل کو ناپسند کیا۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ عزل حرام ہے۔

حضرت ابو ہریرۃ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا کہ آزاد بیوی کی اجازت ہی سے عزل کیا جائے۔ (ابوداؤد کی روایت)۔

حضرت ابو ہریرہ نے حضرت عمر بن خطاب سے روایت کی کہ

''رسول ؐ اللہ نے بیوی (آزاد) سے اجازت لیے بغیر عزل سے منع فرمایا۔'' (ابن ماجہ اور ابن حنبل کی روایت)۔

حضرت جابر بن عبداللہ سے روایت ہے ''ہم عزل کیا کرتے تھے تو یہود نے کہا یہ (عزل) تو ایک چھوٹا قتل ہے۔ رسول ؐ اللہ سے اس بارے میں پوچھا گیا'' تو آپ نے فرمایا: ''یہود نے غلط کہا اگر اللہ کسی کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمالیتا ہے تو پھر اسے کوئی روک نہیں سکتا۔'' (ترمذی، نسائی، ابوداؤد کی روایت)۔

ایسی ہی کئی روایات اس بارے میں ہیں۔

حمل میں وقفہ

قرآن مجید میں کوئی ایسی واضح نص نہیں ہے جو میاں بیوی کو دو حمل کے درمیان وقفہ کرنے سے روکتی ہو یا انہیں اس بات سے منع کرتی ہو کہ وہ طبعی، اقتصادی اور ثقافتی حالات کے پیش نظر کم بچوں کی خواہش رکھیں، ایسی ہی قرآن میں کوئی واضح نص نہیں جو آدمی کو عزل سے (منع حمل کے طریقے کار) روکتی ہو۔

قرآن مجید میں حکم ہے ''اور مائیں دودھ پلائیں اپنی اولاد کو

پورے دو سال۔'' البقرہ پھر (الاحقاف ۶) میں حکم دیا کہ'' انسان اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرے (اپنے شکم میں) اٹھائے رکھا اس کو اس کی ماں نے بڑی مشقت سے اور جنا اس کو بڑی تکلیف سے اور اس کے حمل اور اس کے دودھ چھڑانے تک تیس مہینے لگے گئے یہاں تک کہ وہ اپنی پوری قوت کو پہنچا اور چالیس برس کا ہو گیا...... دودھ پلاؤ (دایہ سے) اپنی اولاد کو پھر تم پر کوئی گناہ نہیں......''

(القمان ۳۱) ''شکم میں اٹھائے رکھا ہے اسے اس کی ماں نے کمزوری کے باوجود اور اس کا دودھ چھوٹنے میں دو سال لگے......''

ان آیتوں کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ حمل میں وقفہ کی ہدایت کرتی ہیں اس وقفہ سے ماں بچے کو دودھ پلانے کے قابل ہو جاتی ہے اس مدت میں نئے حمل کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ آنحضرت نے اس عورت کے بارے میں تنبیہہ فرمائی ہے جو دودھ پلانے کی مدت میں حاملہ ہو جاتی ہے جسے عربی میں ''غیل'' ''غیلہ'' یا ''غیال'' (بچے پر حملہ) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اسماء بنت زید بن سکن سے روایت ہے اس نے کہا میں نے

رسول ؐ اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ''تم اپنے بچوں کو خفیہ طور پر (لاشعوری) قتل نہ کرو اس لیے کہ ''غیلہ'' ایک شہسوار پر اس طرح اثر انداز ہوتا ہے جس طرح وہ دشمن سے شکست کھا کر اپنے گھوڑے سے گر پڑتا ہے۔'' ابو داؤد نے روایت کی)۔

یہ حدیث بڑی تاکید سے غیلہ کی حوصلہ شکنی کر رہی ہے۔ اہل علم نے کہا کہ اس حدیث سے منع حمل کا اشارہ یا بالواسطہ جواز ملتا ہے۔

جدید طب نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ حاملہ عورت کا دودھ بچے کی صحت پر متعدد برے اثرات ڈالتا ہے یعنی مضر صحت ہے۔

اس وقفہ کے بارے میں کئی فتوے دیئے گئے ہیں۔

کثرت اولاد کا سوال

چھ حضرات جو وقفہ کی مخالفت میں کثرت اولاد کو ترجیح دیتے ہیں اور کچھ قرآنی آیات کے لفظی معنی اور احادیث کا سہارا لیتے ہوئے اس حدیث کا کثرت سے استعمال کرتے ہیں ''شادی کرو اور کثرت اولاد پیدا کرو، میں قیامت کے دن دوسری قوموں کے سامنے تم پر فخر کروں گا۔''

اس حدیث کو عراقی اور زبیری نے ضعیف قرار دیا ہے۔ اس کا جواز سب سے آخر میں آجاتا ہے۔

رزق اور توکل علی اللہ

کثرت اولاد میں وہ رزق اور توکل علی اللہ کا تصور پیش کرتے ہیں۔ اس بارے میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوقات کو رزق فراہم کرنے پر قدرت رکھتا ہے ایسے ہی قضا و قدر اللہ پر مکمل اعتماد (توکل) کے خلاف بھی کوئی اختلاف یا مخالفت نہیں ہے۔

قرآن کی آیت کریمہ (ھود ۱۱) ''اور زمین پر چلنے والا کوئی جانور نہیں ہے جس کی'' روزی کا انتظام اللہ پر نہ ہو۔''

اس آیت کا ہرگز یہ مفہوم نہیں کہ انسان سستی اور کاہلی کی راہ اختیار کرتے ہوئے کسب معاش ترک کر دے اور اللہ سے دعا مانگے ''خدایا! ہمیں کام کیے بغیر رزق عطا فرما۔'' توکل کے اصلی معنی وہی ہیں جو حضرت عمر بن خطابؓ سے مروی ہیں آپ نے توکل کے معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا۔

''توکل کسان سے سیکھیے جو زمین (تیار کرکے) میں بیج بوتا ہے اور پھر (اچھی فصل کے لیے) اللہ پر توکل کرتا ہے۔''

ایک دن ایک شخص نے آنحضرتؐ سے پوچھا کیا میں اپنے اونٹ

کی ٹانگ باندھ دوں یا اللہ پر توکل کروں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا ''اس کی ٹانگ باندھیے اور پھر اللہ پر توکل کیجئے۔'' (اسے ترمذی، بیہقی اور طبرانی نے روایت کیا ہے)۔

اس آیت کریمہ (ھود آیت نمبر ۶) کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کو زندہ رکھنے کے لیے مناسب رزق کی تخلیق کی ہے۔ اس نے مخلوق کی رہنمائی بھی کی ہے کہ وہ کس طرح اپنے رزق کو حاصل کرے اور اسے اس کا راستہ بھی بتا دیا ہے جو اس کے رزق تک جاتا ہے۔

رزق کو ڈھونڈے اور حاصل کرنے کی رہنمائی آیات کریمہ میں جگہ جگہ دی گئی ہیں اور نشانیاں دی گئیں تاکہ تم وہ حاصل کرنے لے لئے محنت اور مزدوری کر سکو اسی لئے آیت کریمہ (النباء، (۷) میں فرمایا گیا ہے ''اور ہم نے دن کو روزی کمانے کے لئے بنایا...... اور ہم نے برسایا بادلوں سے پانی تاکہ ہم اگائیں اس کے ذریعے اناج اور سبزی نیز گھنے باغات......''

(بنی اسرائیل ۱۷)۔

''اور ہم نے مدھم کر دیا رات کی نشانی کو اور بنا دیا دن کی نشانی کو

روسن تا کہ (دن کے اجالے میں) تم تلاش کرو، رزق اپنے رب سے۔''

(عبس ۸۰)

''پھر ذرا انسان غور سے دیکھے اپنے غذا کو بیشک ہم نے زور سے پانی برسایا پھر اچھی طرح پھاڑا زمین کو (کھیت بنا) پھر ہم نے اگایا (بیج اور پودے) اس میں غلہ اور انگور اور ترکاریاں اور زیتون اور کھجوریں اور گھنے باغات اور پھل اور گھاس سامان زیست تمہارے لئے اور تمہارے مویشیوں کے لیے۔''

(النحل ۱۷)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے اتارا آسمان سے پانی تمہارے لئے اس میں سے کچھ پینے کے کام آتا ہے اور اس سے سبزہ اگتا ہے جس میں تم مویشی چراتے ہو، اگاتا ہے تمہارے لئے اس کے ذریعے (طرح طرح کے) کھیت اور زیتون اور کھجور اور ہر قسم کے پھل یقیناً ان تمام چیزوں میں نشانی ہے اس قوم کے لیے جو غور و فکر کرتی ہے۔''

دوسری آیتہً کریمہ (النجم ۵۳) ''اور نہیں ملتا انسان کو مگر وہی کچھ جس کی وہ کوشش کرتا ہے اور اس کی کوشش کا نتیجہ جلد نظر آجائے گا پھر اس

کو اس کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا۔''

ان آیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ سبزی، باغات اور اناج جب تک کہ ہم محنت اور مزدوری کر کے اگائیں گے نہیں تا نہ پا سکیں گے وہ رزق جو اللہ نے مہیا کرنے کا کہا ہے۔

''ہم نے انسان کو زمین پر پھیلا دیا تا کہ اس کی سطح پر ہمارا رزق ڈھونڈیں۔''

''بیشک میرا رب کشادہ کرتا ہے، رزق کو جس کے لیے چاہتا ہے اور تنگ کر دیتا ہے (جس کے لیے چاہتا ہے) لیکن اکثر لوگ (ان حکمتوں) کو نہیں جانتے اور یاد رکھو نہ تمہارے اموال اور نہ ہی تمہاری اولاد ایسی چیزیں ہیں جو تمہیں ہمارا قرب بخش دیں...... (سبا ۳۴)

اگر ہم لفظی معنوں پر جائیں تو کئی ایسے واقعات جس میں قحط اور غلہ کی کمی سے (قحط بنگال، ایتھوپیا کے حالات) لاکھوں بچے عورتیں اور مرد مر گئے تو لوگوں کا عقیدہ خراب ہو جائے گا۔ رزق کی فراہمی پر بغیر ان تیاریوں کے جس سے رزق ڈھونڈیں اور آئندہ کے لیے بھی پلاننگ کریں تا کہ تنگی میں نہ پڑ جائیں۔

''اور بیشک اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والے ہے۔''

اگر ضبط تولید اس لیے ناجائز ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی رزاق ہے تو اس بناء پر بیماری کا علاج بھی ناجائز ہوگا کیونکہ صرف اللہ ہی شفا دینے والا ہے۔

تعددِ ازدواج و کثرت اولاد

تعددِ ازدواج کثرت اولاد اور اسی کے لئے تعدد ازواج (Polygamy) (مطلب ایک ہی وقت میں ایک سے زیادہ بیویوں کا ہونا) کو بحث کے لئے اکثر حضرات پیش کرتے ہیں اگر ان کا مفہوم ہم پھر آیات کے لفظی معنوں سے لیں تو غلطی پر ہوں گے کیونکہ اس کو اعتدال میں رکھنے کے لئے معاشی حالات اور انصاف کے مشکل تقاضے بھی پورے کرنے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو شادی کرنے سے ممانعت نہ کی ہوتی اگر صرف کثرت اولاد اور توکل کے ظاہری معنوں کو ہم عملاً تسلیم کریں۔

''وہ لوگ جو نہیں کر پاتے شادی کرنے کی قدرت یہاں تک کہ غنی کر دے، انہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے۔'' (سورۃ النور آیت ۳)

حدیث شریف میں اس طرح آیا ہے ''اے جوان لوگو! جو شادی کا بوجھ نہیں اٹھا سکتے انہیں چاہئے کہ وہ روزے رکھیں کیونکہ یہ جنسی خواہشوں کو روکنے کا بہتر طریقہ ہے۔''

''اور تم اپنی طرف سے کتنے خواہش مند ہو لیکن یہ بات تمہاری طاقت سے باہر ہے کہ ایک سے زیادہ عورتوں میں (کامل طور پر) عدل کرسکو۔'' (النساء)

صرف بچے پیدا کر کے بے فکر ہونا غلط ہے اسلام میں بچوں کے حقوق ہیں اور ان کو پورا کرنا والدین کا فرض ہے۔

اسلام میں بچوں کے دس بنیادی حقوق

1- پاکیزگی نسب کا حق (GENETIC PURITY)

2- زندہ رہنے کا حق

3- اچھی شہریت اور جائز نام کا حق یا شرعی اور اچھی زندگی کا حق

4- دودھ پینے، سکونت اور طبّی نگہداشت کا حق

5- مستقبل کی سلامتی کا حق

6- بہتر نشوونما اور مذہبی تربیت کا حق

7- تعلیم، کھیلوں اور دفاع کی تربیت کا حق

8- جنسی اور دوسرے عوامل کے فرق کے باوجود مساوی سلوک کا حق

9- بچوں کے لئے الگ سونے کے انتظامات کی ضمانت

10- اس بات کی ضمانت کا حق کہ تمام سرمایہ بچوں کی امداد پر خرچ ہو رہا ہے، جائز وسائل سے آ رہا ہے۔

اس لئے اگر ہم اپنی ذمہ داریوں کا احساس کریں اور اتنی توجہ بچوں کی تربیت اور باقی حقوق پورے کرنے پر دیں تو اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس کے لئے بہت مالی وسائل کی ضرورت ہوگی اس لئے اسلام میں وقفہ لازم ہے۔ والدین کو معاشی، معاشرتی اور ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھنا ہوگا تاکہ بیماریوں اور تنگی کو دور کریں اور اچھے معاشرے کو پروان چڑھانے میں مدد کریں۔

کیفیت اور کمیت

دوسرے تمام مذاہب کی طرح اسلام نے بھی اپنے پیروکاروں کی تعداد بڑھانے اور زمین کو آباد کرنے کی ترغیب دی ہے بشرطیکہ اس عمل میں قدر و کیفیت پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ نہ کیا جائے اگر کیفیت

(Quality) یا کمیت (Quantity) میں سے ایک کے انتخاب کا سوال اٹھایا جائے تو اسلام کیفیت کے حق میں فیصلہ دے گا۔ ''اے پیغمبر! (ان لوگوں سے) کہہ دو پاکیزہ گندے کے برابر نہیں ہوسکتا اگرچہ تم گندوں کی کثرت سے متاثر ہو جاؤ۔'' (المائدہ ۵)

''کتنی ہی چھوٹی جماعتیں ہیں جو بڑی جماعتوں پر حکم الٰہی سے غالب آ گئیں۔'' (البقرہ ۲)

حضرت ابن عباسؓ نے ایک روایت میں کہا ہے کہ آدمی کے ہاں زیادہ بچوں کا ہونا مشقت و تنگی کو دعوت دینا ہے۔'' بچوں کی کثرت فقر و غربت کی ایک قسم ہے اس کے برعکس تھوڑے بچے خوشحالی کی ایک علامت۔'' (قضاعی کی روایت در مسند شہاب)

''مسلمانو'' اگر تم میں بیس آدمی بھی مشکلوں کو جھیل جانے والے نکل آئیں تو یقین کرو کہ وہ دوسو دشمنوں پر غالب ہو کر رہیں گے اور اگر تم میں سے ایسے سو آدمی ہو گئے تو سمجھ لو ہزار کافروں کو مغلوب کریں گے اور یہ اس لئے ہوگا کہ کافروں کا گروہ ایسا گروہ ہے جس میں سمجھ بوجھ نہیں۔ (الانعام:۸)

(ا) ''ایک ایسا دور آئے گا جبکہ آدمی کو اس کی بیوی، بچے اور ماں باپ تباہ کر دیں گے۔ وہ اس پر غریبی کا الزام لگا دیں گے، وہ اسے ایسی باتوں کے لئے ایذا پہنچائیں گے جو وہ سرانجام نہیں دے سکے گا۔''

(اسلام اور تنظیم الالعصرات صفحہ ۲۶۹)

(ب) ''میں اللہ تعالیٰ سے جہد البلاء سے بچنے کے لئے پناہ مانگتا ہو، صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا۔ اے رسول خدا! جہد البلاء کیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ کم مال اور بہت سی اولاد۔

ایک دوسری حدیث میں روایت ہے کہ زیادہ بچے کم مال کے ساتھ

(اسلام و تنظیم العصرات صفحہ ۲۶۹)

(ج) ''مجھے وہ مومن بہت پسند ہے جس کا خاندان مختصر ہو اور وہ باقاعدگی سے نماز پڑھتا ہو۔''

(اسلام و تنظیم العصرات صفحہ ۲۶۹)

''تدبیر نصف خوشی ہے۔ عشق نصف علم ہے فکر نصف بڑھاپا ہے اور مختصر خاندان مسرت اور خوشحالی کا نام ہے۔''

(اسلام و تنظیم العصرات صفحہ ۲۶۹)

حدیث شریف میں ہے کہ رسولؐ اللہ بکثرت یہ دعا کیا کرتے تھے:

اللھم انی اعوذ بک من جھد البلاء (ترجمہ: اے اللہ میں مصیبت جھیلنے سے تیرے پناہ مانگتا ہوں۔'' آپ سے دریافت کیا گیا کہ یا رسولؐ اللہ یہ جھد البلاء کیا چیز ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ ''قلت مال اور کثرت اولاد۔''

جب خود حضورؐ کثرت اولاد کو قلت مال کے سبب مصیبت سمجھتے تھے تو پھر ایک کمزور، علم سے بے بہرہ، غیر ترقی یافتہ، تباہ حال مسلمانوں کی بھیڑ جو اپنی پشت پر بیماری، غربت، جہالت اور بے کیفیت زندگی کا بوجھ اٹھائے پھر رہی ہے۔ کبھی بھی قیامت کے دن آنحضرتؐ کے لئے فخر و مباہات کا باعث نہیں بن سکتی۔